

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# گستاخ و شہل کی سرسراقتل

غلام خان علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب مدظلہ  
والہذا کی طرف سے لکھا گیا ہے  
ڈاکٹر عزیز بی بی انور کوٹہ پاکستان

ادارہ معارف اسلامیہ عثمانیہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلسلہ اشاعت 171

بغضان کرم :- شیخ السلام والمسلمین نبیرہ العظمت جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ  
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری دہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب ..... گستاخ رسولؐ کی سزا قتل

مصنف ..... عزیز علی خان مرید احمد سعید کاظمی مدظلہ

بار اول ..... محرم الحرم 1432ھ / دسمبر 2010

تعداد ..... 2500

شرف اشاعت ..... ادارہ معارف نعمانیہ لاہور / رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ ..... دُعائے خیر بحق معاونین

نوٹ :- جردن جات کے شائقین مطالعہ 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں



ملنے کا پتہ



ادارہ معارف نعمانیہ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکز قیاس سید خدیجہ فرید شاہ دہری پاکستان E mail : ruvisfoundation@hotmail.com



# حسد بے حد مرسل پاکست اس کہ ایمان اوست خاک را کچھ باتیں — کچھ یادیں

دولت خدا داد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے وقت تک برصغیر کے قریب قریب میں تینہ غلامتیں ہی وجود تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے۔ مگر اہل سنت کی شومی قسمت کہ وہ غلامتیں حق کیلئے بعد دیکرے عاجز و خلبہ بریں ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے بہت سے حضرات بجا طور پر علم کے بحال تھے، مگر شہرت ان پر فزینہ نہیں تھی، لہذا ان کا تعارف صرف صلّت علیٰ ملکات محدود رہا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبکرات سید احمد قادری چشتی، اشرفی، امیر

حزب الاخوان لاچور (جسٹ اعلیٰ) اور خزانہ زماں رازی دوران عقاب سید احمد علی کا علمی  
 اندوہ جی حشری صاحبزادی قادری بانی نواز ائمہ علم لدائن (رحمۃ اللہ علیہ) ان بزرگوں میں سے ہیں  
 جو علم و فضل کے بحرِ حشر اور دریائے معرفت کے کنارے تھے۔ شہادت ان پرانی عارفی و شہید  
 تھی کہ ہر وقت ان کے دواڑوں پر درباری کے فلسفہ فیض سر انجام دیتی تھی۔ یہ دونوں بزرگ  
 قیام پاکستان سے بہت پہلے پوسر برصغیر پاک و ہند میں اپنی فضیلت علمی و شرافت نفسی  
 کو ہانکنا چلتے تھے۔ امرتسر میں سیدنا امام غلام ضی اللہ غنیہ کا عرس مبارک نہایت بزرگ احتشام  
 سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس موقع پر بزرگ محفل میں سربراہ و شہید عظام اور جیت غلام کے کرام  
 شرکت کرنا باعثِ فخر و مباہات جانتے تھے چنانچہ کثرتِ کثرتِ القدر دونوں بزرگوں میں اس روز  
 محفل (جاکس) میں شرکت فرماتے اور اہالیانِ امرتسر کو اپنے نواغبِ حسنہ و عبتیہ سے بہرہ ور  
 فرماتے تھے لہذا احتشام اس زمانے سے ان بزرگوں کے تلامذین میں شامل تھا۔ پاکستان  
 میں ہجرت کے بعد ان بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع حشریہ اور یہ بزرگوں  
 فقیر فقیر پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام کو دینے شہداء میں حاضری کی سعادت غلامی نصیب  
 ہوئی تو ہاں قطب مینہ شیخ الغریب، انجم حضرت شاہجہاں یار الدین احمد قادری، تمباہر مدنی  
 خلیفہ خاص علیہ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قدس سرہما) کے استاذِ عالیہ  
 پر مراد حاضری سے شرف بہار ہوا و شہداء و قرب حضرت قطب مینہ نے اپنی باہر فیض جان  
 سے یہ ارشاد فرمایا اس وقت پاکستان میں صرف دو ہی شخص برادرِ قابلِ اعما و عالم ہیں

ایک حضرت ابو الزبیر کا تہ صاحب او: دوسرے صاحب سید احمد مدنی کا بھی شاہ صاحب!  
(ملفوظ بہت درحافظ)۔

حضرت قطب نے کی سب ان فضیل تر جان سے ان بزرگ کی غفلت کے اعدان سے مجھے  
بعد خوشی محسوس ہوئی کہ ان کے بارے میں میرا خیال بالکل صحیح تھا۔ ارشاد الی اللہ  
۱۹۹۱ء میں کہ حضرت ابو الزبیر کا پہلا بیعت ہو گئے اور ان کے بعد اس میں سب ائمہ  
بے وقت ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۹۲ء میں ان کے تلامذہ کو حضرت غزالی اور ان کے پیروں  
جو کہ تلامذہ اہل سنت بالکل بے بہار ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے پیروں میں حضرت قند  
کاظمی شہ صاحب اعلیٰ ائمہ کی امت کی امت گرامی فی الحقیقت تھے تھے تھے تھے تھے  
چہ جب ان کا نام نامی آجائے تو خطا بات القایات ان کی قد آؤ شخصیت سے  
بہت چھوٹے نظر آئے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابینا بزرگ کا غدار ہیں سے تھے بے صدا پل

۱۰ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ والبرکات سے مختلف اوقات میں جن پاکستانی علماء حق کے  
بارے میں جن میں کے کلمات فقیر نے سنے ان کے اساتذہ اعلیٰ ہیں: حضرت شیخ الحدیث علامہ  
محمد سرور احمد قادری رضوی مفتی صاحب حضرت علامہ سید محمد رفیع قادری قادری مفتی رضا علی صاحب  
محمد فاروق قادری ایسے کے اور اوجان تھے ہیں۔ حضرت عبدالحق قادری قادری فریدی (الرحمہ اللہ) علامہ عبدالحق  
چراغی اور حضرت مفتی عبدالغنی قادری (رحمہم اللہ تعالیٰ) اس وقت جو حضرت بقید حیات تھے ان  
میں سے حضرت استاذ الاسلام علامہ مفتی محمد رفیع قادری رضوی (مدفون پیرہن) جناب پیر  
علامہ قادری (مدفون لاہور) اور شہ فاروق رحمانی (مدفون کراچی) علیہم السلام پر بہت خوش تھے۔

بعد پیدا ہوئے ہیں۔

سال ہایہ کہ تا یکت فرد حق پیدا شود  
بازید اندر خراسان یا ایس اندرستان

تحریک پاکستان کے مبلغ اعظم حضرت ابو احمد سید محمد محدث چشتی، اشرفی،  
کچھوچھوئی خستہ اللہ علیہ کے قطب سالانہ یاسینی کھانہ فرس منقہ و بناس (۱۹۴۶ء)  
کے آخر میں دس ہایات و تہجیز کی روشنی میں اگر پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی  
ڈائرکٹری قائم کیا جوتا یا کم از کم اہل سنت کو پیشینہ نت سے نابل علیہ کے حل کے لیے  
امارت شریعت قائم کی جوتی تو یقیناً کھانہ ملی شہ صاحب اس کے متفقہ طور پر صدر اللہ و قرآ  
پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خدمت مند متقی و عجمیہ غیب یاتیں کرتے رہتے ہیں  
انہیں اپنی پسند و کھانہ سے باہر جھلنے کی بھی ہرات نہ ہوتی، مگر اسے افسوس کہ یہاں  
اٹلی گنگا بہنے لگی۔

حضرت قطب مدینہ قدس سرہ ہونہ کے ارشاد کے مطابق قبلہ کاظمی شاہ  
صاحب آخری اہل حق سربراہ و عالم دین ثابت ہوئے جس کی تصدیق و پیش  
حالات نے کر دی ہے۔ مثلاً بعض حنفی شفی عمار نے شریعت آرمونی سے کہ قبول کر لیا  
ہے جس کا تعلق صرف سنہ دینی کی شریعت سے ہے اور ولایت ابو حنیفہ (پاکستان)  
میں ان نام نہا کہ مستفی عمار کے ہست مخلوق سے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ  
لہ عمار حق تو چند اور بھی تھے، لیکن یہاں صرف سربراہ و اہل سنت شفی عمار کا ذکر ہے۔

کے نام اور حکام کو کہ جب غلطی کی طرح ہو کر دیکھا اور غائبانہ نماز جنازہ کی پیمت  
 اپنا لی گئی ہے۔ پاکستان جرن جنفی اولیٰ اللہ فیضان ہے ان کی اور پیمت سے  
 ان نام نہاد جنفیوں سے مراض ہیں اور ان سب کو انجام قوم ضرور دیکھ لے گی۔ ان نشانہ  
 اللہ تعالیٰ! اب یہی نام نہاد عاشقانِ فضیلتی نظامِ مصلحتی کو بالکل بھول گئے  
 تھیں اور ضیاءِ ازم ضیاءِ ازم کا طریقہ چھینے لگے ہیں۔

ضیاءِ ازم کیا ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی کے افکار و تعلیمات  
 کی نشر و اشاعت یا یوں کہیے کہ سنوویہ کے قوانین کی ترجیح! انا اللہ وانا الیہ  
 راجعون!

اہل سنت والجماعت کو ان نام نہاد علماء کو جو فی حقیقت بندگانِ سیم و زمیں  
 فتنے سے دور رکھنا چاہتے تھے ان کے سبب اشارت سے ایمان محفوظ رہ سکے۔

پیش نظر سالہ حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کا ایک تحسیری بیان ہے، جو  
 انھوں نے جناب چنیٹ سب صاحب و فاتی مشرعی عدالت کے استبداد پر تحسیر  
 کیا تھا جس میں احبابِ رسالت مآب آئمہ تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہتھ  
 کی سنا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کتبِ سنت و جمیع امت اور تصحیحات  
 علمائے ائمہ سے واضح ہے کہ چرچا تم رسول کی سنت قتل ہے اور اس سنے میں  
 اہل حق میں سے کبھی کسی نے سخت لاف نہیں کیا۔ اگر پاکستان میں اہل سنت کی

امارت شریعت نہ ہو تو اس بیان افروز بیان کو اہل حق کے چیف جسٹس کا مقصد  
قرار دیا جاتا اور مسلم مسابک کی حالتوں میں بظہر بخت اسے پیش کیا جاتا مگر ع  
اس کھر کو آگ لگات کھی کھر کے پرانے

قبیلہ کا مذہبی شاد صاحب نے اس تحریر میں کستانان رسول کی اسلامی سزا  
بتائی ہے۔ میں اس سے قی پر آمد ہنر میں زوٹا جوئے والا تیریا توئے سال پہلے کھا  
ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، جو بے حد ایسا ان افروز اور صبرت کی گجڑ ہے یہ  
واقعہ حضرت اسید بخت پر سید جماعت علی شاہ صاحب قید علی پوری قدس سرہ  
نے امام الامام سیدنا حضرت ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غریب لپا قدس  
مشفقہ سجد جان محمد اثر سے کے اجتماع عظیم میں بیان منہ لایا تھا۔

”اثر سے کے کرا کھر کے سنے کھر اچھا کرا ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران ہنر  
خضعہ زور زور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہم کرامی اوب و استہرام  
سے نہیں لیتا تھا ایسا زمین میں ایک نص سنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ ہنگام  
گھومنے والا ڈنڈا اس کے فائدے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا:  
”پادری اہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام اوب سے  
لیتے ہیں، شوخی ہمداری سچی کھر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام اوب سے لے۔“  
مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، تو اس عالی ہریم نے پھر فرمایا۔ جب پادری



نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا، تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ دُعا جس سے سنگت  
 کھوٹا تھا، اس نے دوسرے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر نہ پھٹ کر بھیجا  
 باہر آگیا اور وہ مردہ دبیان دیکھ کر غیور اہل جہنم ہو گیا۔ عین شوق صادق کھڑا کیا۔ موت  
 کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی۔ آخر جج نے یہ لکھ کر بھی کر دیا کہ :

”پادری کا قاتل تکلیف دینے لگا ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی  
 باہمی رنجش ہو سکتی ہے۔ جس کڑے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی  
 پیدا نہیں ہوتا۔ طے ہر ہے کہ پادری نے حضور اس کے جذبات کو غریب کیا ہے،  
 بلکہ انہیں اسے ہی کرتا ہوں۔“ (بتیسیر پیر بہشت، حافظہ)

اللہ تعالیٰ اس نیکو شخص کے مرتد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرماتے  
 اور اس نصیب ایمان پر کچھ سجدہ اور ہر سجدہ کو نصیب فرماتے! آمین، ثم آمین!  
 بجاو ستیدائشیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک قصہ یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پر نور  
 سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں کوئی تسمی کا کلمہ نہیں کہہ رہا  
 تھا، صرف حضور پاک کا اسم پاک (اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا، یعنی مولوی نہیں  
 دہلی کی طرح ”جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (نقل کفر نباشد)

سنت قدسہ الہیہ، صفحہ ۴۴ بحوالہ الخبیب الامین، صفحہ ۲۲۴۔

یعنی یادری صبرؑ محمد صاحبؑ کہہ رہا تھا اور اُنس کی وہاں عاشق صادق کو یہ بات  
بھی ناگوار گزری اور اُنس نے اپنے خدہ پر عجب شق کا جھنڈا بٹنگ کر دکھایا۔  
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاکِ طہیت را

عاشقانِ سعید ابرار رضی اللہ عنہم والہم وجہ شرف ہم کس عالمِ منفق سے پوچھے  
بغیر ہی اوسب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی مستغ ان کے گنجِ بزمِ  
سے کیونکر ہیج سکتا ہے۔ اُن کا منفق اُن کا وجہ ان ہو تا ہے۔ اُن کا یہ دُمر شد اُن کا  
جذیرہ عشق ہو تا ہے لہذا اُنس اُن پر فحشاء بزیوں کا یہ کام ہمیشہ لائقِ تہقید ہو تا ہے۔  
گفتار کی حکومت میں تو اسی طرح ہو نا چاہیے اور جو تار با تار مسلمانوں کی حکومت میں یہ  
عدالت کی فتنہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد مستغ رسول کے قتل  
کا حکم جہاد کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہو سکیں۔

نماں راہِ درویشان

محمد موسیٰ عجبیؒ

داتا گنجی

۱۰ صفت الفقیر ۱۰۹۹ھ



سلسلہ شریعت پیشین

# در توحیدین الت

بعدالت جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت پاکستان

بیان بر جانب: سید احمد سعید کاظمی صدر کرسی اجتہاد پاکستان شیخ الحدیث  
مدرسہ ترمذیہ اسلام آباد بنیہ انوار العلوم ہمتان۔

محترم محمد اسلمیل قریشی ہائیکورٹ سپریم کورٹ پاکستان لاہور نے  
بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۸ الف اور دفعہ  
۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جس میں ایک  
اجتہاد رسالت اور توحیدین بتقیہ نبوت سے اس درخواست کا تعلق ہے میں اس  
پوری طرح متفق ہوں اور دلائل شرعیہ (کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریح است  
مفسرین) کے مطابق میں اس کی تکفل، تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے



کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ  
 سَهْدٌ مِّمَّنْ إِلَىٰ قَوْمِ أُولَىٰ بِأَنْفُسِهِمْ يَدِ قَتَلْتُمْ ثُمَّ أُولَئِكَ مِمَّنْ لَّ عِزٌّ  
 لَّ رُسُلِ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے رہ جانے والے وہیساتوں سے فرمایا پیچھے،  
 عن قریب ثم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جانے کے ثم ان سے قتال کرتے  
 رہے گئے یا وہ مسلمان جو بائیں گئے۔ یہ آیت تشریف اہل یمامہ کے حق میں بطور انجاء  
 یا ثبوت نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علما نے اس مقام پر جابر بن عبد اللہ کو ذکر میں کیا ہے،  
 لیکن حضرت افعیٰ بن حنیفؓ شیخ رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل روایت نے اس آیت کو تشریف بخشی  
 (اہل یمامہ) کے حق میں متفقین کر دیا:

عن رافع بن خدیج انا كنا نقرا هذه الآية فيما مضى ولا نعلم من  
 هو حتى دعا ابو بكر رضي الله عنه الى قتال بني حنيفة فعملنا انهم  
 امراؤا وابها۔ تھیں حضرت افعیٰ بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوشہ زمانے میں ہم اس آیت  
 پڑھا کرتے تھے اور ہمیں مسلم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے (تشریف) بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا اس  
 وقت ہم سمجھ کر اس آیت کریمہ میں یہ تشریف ہی مراد ہیں۔

ثابت چھوڑ کر اگر تشریف اسلام نہ لاتے تو انہوں نے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا

لے نہ دے مہنت آیت ۱۶ ۱۷ بحسب الہد ص ۸۹، روح المعانی ص ۱۱۴ پ ۲۶۔

کچھ نہیں قتل فرمادے بارے میں مستند احادیث اور ہمیں رہنمائی کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اقی علیٰ بزدناقۃ فاحرقہم (وفی روایۃ ابی داؤد ان علیًا احرق ناسًا اسرئلا وامن الاسلام) فیبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لمواحرقہم لنہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتہم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوا ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (امیرہ جو جانے لے رہی تھیں) لوگ آگ لگے تو آپ نے انھیں جلادیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا، اگر آپ کی جگہ میں جوتا، تو انھیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو اور میں انھیں قتل نہ کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو۔

## قتل مرتد کے بارے میں صحیح مسلم کا طرز عمل

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند خلافت پر بیٹھے ہی جس شدت کے ساتھ

الحی، ۱۴۵۵ھ، ۲۔ ۱۵ صبح بخیر، ۱۴۵۵ھ، ۱، ص ۱۲۳، ۲، ص ۱۲۴، ۳، ص ۱۲۵ (باقی اگلے صفحے کے نیچے)

مزدین کو قتل کیا نہ تھا۔ بیان نہیں صحابہ کرام کے لیے مژدہ کو زندہ رکھنا ناقابلِ برداشت تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصوں پر حکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک بند سے پوچھے شخص کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا:

کان یہودیاً فاسلم شیئاً تہود قال اجلس قال لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل بہ ترجمہ: یہ یہودی تھا مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (پھر مژدہ) ہو گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت معاذ بن جبل کو پیشنے کے لیے کہا۔ انہوں نے تین بار منسرایا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں پیشوں گا۔ (قتل مژدہ) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

## گستاخِ رسول کا قتل

غلاف کب سے پٹنے بنے تو یمن میں رسول کے مژدہ کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم

(اتباعہ عامہ صفحہ سائیکہ) ابو داؤد ص ۹۹ ج ۲، ترمذی ص ۱۱۱ ج ۱، نسائی ص ۱۱۲ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۱ ج ۱، مستدرک ص ۲۳۳ ج ۵ عن معاذ۔ اے تفسیر طبری ص ۱۱۱ ج ۳، کنز العمال ص ۱۱۱ ج ۱۔  
اے بخاری ص ۱۱۱ ج ۲، ابوداؤد ص ۹۹ ج ۲، نسائی ص ۱۱۱ ج ۱۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑمر میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے عرض کی حضور! (آپ کی شان میں تو جہنم کھرنے والا) جہنم نسل کعبہ کے پردوں سے پھٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اقتلوه" اُسے قتل کر دو۔

عبداللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اُس نے کچھ ناحق قتل کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو میں شہر کر کہ حضور کی شان میں تو جہنم تہقیر کیا کرتا تھا اُس نے دو گانے والی نو تزییاں بس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور کی پنجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا تو اُسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور جب حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کی گردن ماری گئی۔

یہ صحیح ہے کہ اُس دن ایک ساعت کے لیے حرم مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وٹم کے لیے حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بعض خصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کا قتل کیا جانا اُس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

لہ بخاری ص ۲۴۹ ، ۶۱۳/۲۵

بخاری ص ۱۲ ، عمدۃ القاری ص ۳۴۴ ، ارشاد الساری ص ۳۹۲ -



## إجماع اُمت

۱۔ قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبي صلى الله عليه وسلم المتنقص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله له وحكمه عند الامة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر به

ترجمہ: محدث بن سحنون نے فرمایا، علماء اُمت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی دینے والا حصّہ، کسی تہمین کرنے والا کافر ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمت کے نزدیک اُس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔

۲۔ وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما. ترجمہ: امام ابو سليمان الخطابی نے فرمایا، جب سلمان کہلانے والا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نب کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اُس

لہ اشعار ۲۱۰: ۲۱۵، نسیم الزباض شرع اشعار ص ۳۳۸، الزمخشری ج ۲، ۲۱۶، الصاوی ص ۲۱۵

لہ اشعار ۲۱۶، فتح المستدری شرح دار ص ۳۰۰، الصاوی ص ۲۱۶

کے قتل میں سخت فکیر کیا ہو

۳۔ واجمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين

ومسا به

ترجمہ: وراثت کا اجماع ہے کہ مسلمان کو بے گناہ کی شہن میں سب اور تمیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

۴۔ قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم على

ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم يقتل قال ذلك

مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي

قال القاضي ابو الفضل وهو مقتضى قول ابي بكر الصديق

رضي الله عنه ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثلهم قال

ابو حنيفة واصحابه والثوري واهل الكوفة والاوزاعي

في ان المسلمين لاكتهم قالوا هي ردة

ترجمہ: امام ابو بکر بن منذر نے فرمایا، عامہ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو

شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے

مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق، رمیہ (رض) ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے۔

۲۱۱  
۲

۲۱۱  
۲

قاضی عیسیٰ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا یہی مقصود ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان آیت کے نزدیک اس کی توبہ بھی مقبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ ان کے شانہ وں امام شافعی، کو فو کے ذریعہ سب عدل اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ ان کے نزدیک یہ روت ہے۔

۵۔ ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او غایہ او الحق بہ نقصافی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عزض بہ او شتہم بشئ علی طریق التبتلہ او الانزاع علیہ او التصغیر بشانہ او الفض منه والعیب لہ فہو سابع لہ والحکم فیہ حکم النابت یقتل کما نبینہ ولا نستثنی فصلاً من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد ولا نعزری فیہ تصریحاً کان او تلویحاً..... و ہذا کلام اجماع من العلماء و ائمتہ الفتوی من لدن الصحابہ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا۔

ترجمہ: بے شک ہر شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی

لہ استغفار ص ۲۳۳ ج ۱۲، انصار المسلمین ص ۲۵۴ (میں بیروت)

یا حضور کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور کی ذات پر تقدس، آپ کے نسب  
 وین یا آپ کی کسی صفت کے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر لعنت زنی کی یا جس نے  
 بطریق نسب اہانت یا تمسخر یا شان بزرگ یا ذات تقدس کی طرف کسی عیب کو منسوب  
 کرنے کے لیے حضور کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور کو صراطِ گھالی دینے والا ہے، اسے  
 قتل کرو یا جائے جہنم اس میں قطع کوئی استثناء نہیں کرتے۔ نہ یہ کہ اس  
 میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحتہً توہین ہو یا اشارۃً کنیہ۔ اور یہ سب  
 فحشاء است اور اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے عہد صحابہ سے لے کر آج تک۔  
 رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

۶۔ والحاصل انہ لا شک ولا شبهة فی کفر شاتم  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفي استباحة قتله وهو  
 المنقول عن الاثثة الاربعة ۱۰

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے  
 کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ  
 (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

۷۔ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لعنة من شای منی منہ ۱۱ ج ۳، ونحوه انصار المسلم للحنبل ص ۱۰

بقلبہ کان مرتدًا فالنساب بطریق اولیٰ ثم یقتل  
حدًا عندنا۔<sup>۷</sup>

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں نبض  
رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحقِ کرون و نلی ہے۔  
پھر (یعنی نہ ہے کہ) قیامت ہمارے نزولیت بطور حد ہو گا۔

۸۔ ابیہما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر  
باللہ وبانت منه زوجتہ۔<sup>۸</sup>

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے یا تکذیب  
کرے یا غیب لگائے یا آپ کی تنقیصِ شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب  
ہو تو اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھنکر لیا اور اُس سے اُس کی زوجہ  
اُس کے نکاح سے بخل گئی۔

۹۔ اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی  
شیء کان کافرًا و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعیر فقد کفر و عن  
لے فتح المتبیر (امام ابن ہمام حنفی) ص ۳۴۴۔ لے کتاب الخراج (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) فتاویٰ شامی ص ۳۱۹۔

ابی حفص الکبیر من عاب الثبیتی صلی اللہ علیہ وسلم  
 بشعرۃ من شعراتہ الکریمة فقد کفر و ذکر  
 فی الاصل ان شتم الثبیتی کفر<sup>۱</sup>

ترجمہ: جو کسی شے میں خضہ پر غیب کھٹا والا کافرا ہے اور اسی طرح بعض  
 علماء نے فرمایا، اگر کوئی خضہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کو "شعر"  
 کے بجائے (بسیف تصغیر) "شعیر" کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور امام  
 ابو حفص البکیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے خضہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر  
 ہو جائے گا اور امام محمد نے "قبوط" میں مندرایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کو گھالی دینا کفر ہے۔

۱۰۔ ولا خلاف بین المسلمین ان من قصد النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم بذلت فهو متین ینتحل  
 الاسلام انه مرتد یدستحق القتل<sup>۲</sup>

ترجمہ: جو کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان  
 لے فوائی قاضی حنفیہ ص ۴۸ ج ۳ (میں نگلشتہ) ملہ احکام امت اسلام لیسٹا ص ۲ ج ۲

کہلاتا ہے وہ مرتد مستحقِ قتل ہے۔

یہاں تک ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتابِ نبوت اجماعِ امت اور اقوالِ علماء دین کے مطابق گستاخِ رسول کی سزا یہی ہے کہ وہ خدا قتل کیا جاتے۔ اس کے بعد جب ذیل انوار کی وضاحت بھی ضروری ہے :

۱۔ بارگاہِ نبوت کی توہینِ نسبت میں کو جب حدِ جرم قرار دینے کے لیے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط گستاخِ نبوت کے تحقق کے مترادف ہوگی اور توہینِ رسالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر گستاخِ نبوت اپنے جرم کی سزا سے بچنے کے لیے یہ کہہ کر ٹیوٹ جائے گا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتابِ اللہ کے بھی مستافی ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت ہم نیکہ بچکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقین کا یہ عذر کہ ”ہم تو آپس میں صرف دل لگی کرتے تھے۔ ہماری عنرض توہین نہ تھی“ نہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات شعل کرنا ہمارا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسترد کر دیا اور واضح طور پر یہ پایا لا تعذر واقعہ کے مرتکب

بعد ایمان کم۔ بہانے نہ بناؤ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

۲۔ صریح توہین میں نیت کا استہار نہیں۔ ”رَاعِنَا“ کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر غصہ صَنِیَّ اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ”رَاعِنَا“ کہتا تو وہ ”وَأَسْفُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابُ الْیَمِّ“ کی قرآنی عیسہ کا مستحق قرار پاتا، جو بس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہابُ الدین صفا بھی ضعیف ارقام فرماتے ہیں :

المدار فی الحکمہ بالكفر علی الظواہر ولا نظر

للمقصود والنیات ولا نظر لقراءتہ حالہ

توہین رسالت پر نیک کفر کا مادہ ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصہ و نیت اور اس کے قرائن حال کہ نہیں دیکھا جائے گا۔  
ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ گزشتہ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گزشتہ نبوت کی نیت اور قصہ کا اعتبار نہ کیا جائے۔



۳۔ یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں منافقہ  
 و جو کلمہ نہ ملے تو وہ منافقہ کا قول  
 ہے کہ کلمہ کا فتوہ فی نہیں دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ منافقہ کا قول  
 اس وقت پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں منافقہ ہے، نہ کہ کلمہ کا صرف  
 احتمال ہو، کلمہ صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم توہمین میں صریح ہو اس  
 میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ لفظ صریح  
 میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا :

قال جبيب ابن الزبيع لان ادعاء التأويل في  
 لفظ صراح لا يقبل.

ترجمہ : جبيب بن زبيع نے منسہر مایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ  
 قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا توہمین صریح ہو یا عرف اور غار سے پرہیزی ہے، نہ  
 کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو کہہ اسرار کہا جائے اور  
 کہنے والا لفظ اسرار کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے المسجد الحرام  
 اور بیت اللہ الحرام کی طرف معظم و محترم کے معنی میں یہ لفظ بولا ہے،

تو اُس کی یہ تاویل کسی ذہنی ہمس کے نزدیک قابلِ تنبہل نہ ہوگی، کیونکہ عرف اور مخاویسے میں "وَلَدُ اِسْرَامَ" کا لفظ گالی اور توہمیں ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ کلام جس سے عرف و مخاویسے میں توہمیں کے معانی منہجوم ہوتے ہیں، توہمیں ہی قرار پائے گا، خواہ اُس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور مخاویسے کے خلاف تاویل مستبزنہ ہوگی۔

۴۔ یہاں اس شبے کو اور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہمیں رسول کی سزاۃ اُقتل کرنا ہے تو کئی مناسبتین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہمیں کی بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اِس کُتاجِ مُنافق کو قتل کر دیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

ابن تیمیہ نے اِس کے تحت وجوہات لکھے ہیں، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ اِس وقت اُن لوگوں پر خسہ قائم کرنا فسادِ عظیم کا موجب تھا۔  
 اُن کے کلمات توہمیں چسبر کر لینا اِس فساد کی نسبت آسان تھا۔

لے الاضام السفل ۲۱۲ تا ۲۳۲

ب۔ منافقین اعلانیہ توہین رسالت نہ کرتے تھے، بلکہ آپس میں چُپ کر خُصْمہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں توہین آمیز باتیں کہیں کرتے تھے۔

ج۔ منافقین کے ہاتھ ب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا خُصْمہ اُن کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

گستاخانِ شانِ رسالت ابورافع بنیادی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کو دیا تھا۔ پس حکم کی بناء پر صحابہ کرام کو حکم تھا کہ خُصْمہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

د۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور نودی کو اپنی حیات میں معاف فرادیں، لیکن اُقت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خُصْمہ کے گستاخ کو معاف کرے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر اسیلئے کرام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجالاتے کہ ”آپ معاف کو خست یا فرمائیں اور جاچلوں سے مشورہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں“ (سورہ اعراف آیت ۱۶۹)

میں عرض کریں گا کہ کُنتَاخ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو  
 رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین خُضو کی انت کے لیے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور  
 اس طرح اس حد کو پوری انت کا حق بھی کہا جاسکتا ہے لیکن بلا واسطہ  
 نہیں بلکہ بواسطہ اذیت انت میں کے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خُضو کو  
 کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرمادیں۔ جیسا کہ بعض دیگر  
 احکامِ شرع کے متعلق ہمیں ملے ہیں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن احکام میں خُضو  
 کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت برابر بن عازب سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ  
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوہریرہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے  
 کا حکم دیا اور منہ پایا :

وَلَنْ تَجْزِيَّ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

کہ (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر گہر کر جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ  
 جب حضور نے حکم دیا کہ کس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباس  
 نے عرض کی "إِلَّا الَّذِیْ خَسِرَ" یعنی "افسر" کس کو ضرر نہ ہو

حکم سے مستثنیٰ فرمادیں حضورؐ نے فرمایا: "إِلَّا الْآذِنْخَرُ"۔ یعنی آؤخر کو حضرت  
کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرمادیا۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور نو ابجد ستیق  
حسن خان مجددیؒ تحریر فرماتے ہیں :

"و در مذہب بعضی آن است کہ احکام مفسد فیہ بود بوسلّی اللہ علیہ وسلم  
ہر چہ خواہد و برہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند  
باجتہاد گفت۔ و اول اصح۔ مذہب است۔"

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سپرد کردیے گئے تھے جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال و حرام فرمادیں  
بعض لوگ کہتے ہیں، حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر  
فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور اظہر ہے۔"

ان آقا و ایش کی روشنی میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہو  
سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لیے حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار نہیں ہے  
قتل کی عذابی نہ فرمائیں، لیکن حضورؐ کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

لے بحث اری مدلل ج ۱، مسلم ۳۳۸ ج ۱ - ۲۵ اشعۃ الکلمات صفحہ ۲۴

سکنت الختام ص ۱۵ ج ۲ -

آخر میں عرض کروں گا کہ تو حسین رسالت کی حد اسی پر جاری ہو سکے گی ، جس کا یہ جسم قطعی اہمیت میں ملو پر ثابت ہو جاتے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جسم کا ترک بے تدار کے قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تو اگر بھی دلیل قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص تو حسین کے کلمات صریح بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت تو حسین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات سے میری عرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہر حال وہ سچ قتل ہے۔

علیٰ ہذا وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین صریح کی تاویل کر کے اس کے ترک بے تدار کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مُشتمل ہیں جیسا کہ نمود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔ شام رسول کے حق میں مسند بن سنان کا قول ہم شہادہ ، قاضی عیاض اور الضام السلول سے نقل کر چکے ہیں کہ  
وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ كَقَرَبَةٍ

سید احمد سعید کاظمی

۱۵ نومبر ۱۹۸۵ء